سوال

(127)فاتحہ پڑھنے کے لیے مقتدی کو مہلت دینا

جواب

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

کن صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین سے ثابت ہے کہ وہ قرآءت کے بعد رکوع کرنے سے پہلے مقتدی کو فاتحہ پڑھنے کی مہلت دینے کے لیے سکتہ کرنے کے قائل وفاعل تھے ؟ (وقار علی مبین الیکٹرونکس امین پارک لاہور)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین سے یہ سکتے کرنا کتاب القرآءت للبیہقی (ص103) میں باسند حسن لذاتہ ثابت ہے ۔ حسن لذاتہ روایت حجت ہوتی ہے ۔

تنبیہ : راقم الحروف نے راویوں پر جرح وتعدیل کے جو اقوال پیش کئے ہیں ان کا اصل مقصد یہ ہے کہ جمہور محدثین کا موقف بیان کرکے اسے ترجیح دی جائے ۔ میرے نزدیک جرح وتعدیل میں تعارض کی صورت میں اگر تطبیق وتوثیق ممکن نہ ہو تو ہمیشہ جمہور محدثین کو ترجیح حاصل ہوتی ہے اور اسی پر میرا عمل ہے ۔

دیکھئے میری کتاب نور العین فی مسئلہ رفع الیدین (ص59/60وطبع قدیم ص41،42)تاج الدین عبدالوھاب بن علی السبکی (متوفی 771ھ)کہتے ہیں

"والجرح مقدم ان کان عدد الجارح اکثر من المعدل اجماعا وکذاان تساویا او کان الجارح اقل وقال ابن شعبان یطلب الترجیح"

اگر معدلین (توثیق کرنے والوں) کے مقابلے میں جارحین کی تعداد زیادہ ہو تو بالاجماع جرح مقدم ہوجاتی ہے اور اگر برابر ہوں تو بھی جرح مقدم ہوجاتی ہے یا اگر جارح کم ہوں تو (سبکی کے نزدیک جرح مقدم ہے) اور ابن شعبان نے کہا : ترجیح دیکھی جائے گی، یعنی دوسرے دلائل سے ترجیح دیں گے ۔

(قاعدہ فی الجرح والتعدیل ص50،51واللفظ لہ جمع الجوامع 2/172)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اس پر اجماع ہے کہ جارحین (یعنی ماہر اہل فن ثقہ محدثین) کی اکثریت کی حالت میں جرح مقدم ہوتی ہے ۔ رہا مسئلہ جرح میں برابری یا جارحین کی قلت کا تو اس صورت میں راقم الحروف کے نزدیک تحقیق درج ذیل ہے ۔

1۔ جارحین ومعدلین دونوں برابر برابر ہوں، ایسی کوئی مثال میرے علم میں نہیں ہے ۔

2۔ جارحین کی قلت کی صورت میں معدلین کی تعدیل مقدم ہوگی۔

محمد ادریس کاندہلوی دیوبندی لکھتے ہیں۔"جب کسی راوی میں توثیق اور تضعیف جمع ہوجائیں محدثین کے نزدیک اکثر کے قول کا اعتبار ہے اور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ جب کسی راوی میں جرح وتعدیل جمع ہو جائیں تو جرح مبہم کے مقابلہ میں تعدیل کو ترجیح ہوگی اگرچہ جارحین کا عدد معدلین کے عدد سے زیادہ ہوا اور احتیاط بھی قبول ہی کرنے میں ہے۔(سیرت المصطفیٰ ج1ص79)

اس میں (دیوبندی) فقہاء کے مقابلے میں محدثین کا قول ہی راجح ہے۔

سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں۔"بایں ہمہ ہم نے توثیق وتضعیف میں جمہور آئمہ جرح وتعدیل اور اکثر آئمہ حدیث کا ساتھ اور دامن نہیں چھوڑا۔"(احسن الکلام ج1ص40)

تنبیہ: محدث اگر کسی روایت کی تصحیح یا تحسین کرے۔(یعنی صحیح یا حسن کہے) تو یہ اس محدث کے نزدیک اس روایت کے راویوں کی توثیق ہوتی ہے۔

حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔"

"وصحح حدیثه ابن المنذر، وابن حزم، وغیرهما، فذلک توثیق له"

"اس کی حدیث کو ابن المنذر اور ابن حزم نے صحیح کہا اور یہ اس (راوی) کی توثیق ہے واللہ اعلم (سیزان الاعتدال 4/558 ت10478)

ابن القطان الفاسی نے کہا:

"وفي تصحيح الترمذي إياه توثيقها وتوثيق سعد بن إسحاق"

"اور ترمذی کے اس حدیث کو صحیح کہنے میں زینب اور سعد بن اسحاق کی توثیق ہے۔(بیان الوہم والایہام الواقعین فی کتاب الاحکام 5/395 ح2562، نصب الریۃ 3/263)

یہی موقف صاحب الامام (نصب الرایۃ 1/149) اور شیخ ناصر الدین الالبانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

(السلسلۃ الصحیحۃ 6/660 ح7/16،2783 ،ح3007) نیز دیکھئے الاقتراح لابن دقیق العید (ص325۔328) اور توجیہ القاری للشیخ ثناء اللہ الزہدی (ص63)

تنبیہ: ان جوابات میں بعض مقامات پر ضروری اصلاح اور اضافہ بھی کیا گیا ہے تاکہ قارئین کی خدمت میں زیادہ سے زیادہ معلومات پیش کردی جائیں۔ والحمد للہ (الحدیث:14)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوی علمیہ

جلد1۔کتاب الصلاۃ۔صفحہ306